مجدد اعظم

رب کریم کی عادت کریمہ رہی کہ وہ اپنے بندوں کی رشد وہدایت اور درس توحید اور تعلیم عبادت کے لیے مناسب موقع پر کچھ نفوس قدسیہ کو منصب نبوت ورسالت پر فائز فرماتا رہا، جسے دنیا رسول اور پیغمبر کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ان نفوس قدسیہ کو رب ذوالجلال نے جہاں کہیں ناقابل توجیہ اور محیر العقول معجزات کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہیں اس عہد کے حیرت انگیز اعجاز نما علوم وفنون میں بھی وہ کمال بخشا کہ جسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ گئی۔ نبوت ورسالت کا یہ سلسلہ دراز ہوتے جب ختم نبوت تک پہنچا تو رب کریم نے قوم وملت کی رہنمائی، علمائے ربانیین کے ذمہ فرمادی۔ ان ہی علمائے دین میں سے کچھ ایسے نفوس زکیہ کو باری تعالیٰ نے وہ فضیلت دی جس کے متعلق حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ من یجدد لھا امر دینھا جسے اصطلاح شرع میں مجدد کے معظم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مجددین کرام چونکہ تجدید واحیاء دین، علیٰ منہاج النبوت فرماتے ہیں اس لیے ان حضرات کو بھی رب کریم نے ناقابل تسخیر علوم وفنون میں ایسا بے نظیر بنا کر بھیجتا ہے کہ وہ اپنی صدی کے تمام الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھا دیتے ہیں اور اس صدی کی بڑی بڑی عبقری شخصیت ٹکٹکی لگا کر ان کی طرف دیکھتی رہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب مستقبل میں آنے والا مجدد مأۃ حاضرہ ایسا شخص ہوگا جو جملہ مروجہ علوم وفنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ عصری علوم وفنون کا بھی ماہر ہوگا۔ انھیں سائنس، الکٹرانک، ہیئت وہندسہ، خلا، بسیط، فلکیات وارضیات وغیرہ پر بھی ویسا ہی ملکۂ راسخہ ہوگا جس طرح دینیات کے اصول وفروع اور نئے مسائل کے استنباط پر انھیں مہارت تامہ ہوگی، تا کہ وہ سمت قبلہ کے انحراف کے تعلق سے بجائے شمال کے جنوب یا بجائے جنوب کے شمال نہ بتادے، تصویر کو عکس یا عکس کو تصویر سمجھ کر یکساں حکم نہ نافذ کردے۔ قیاس فقہی اور قیاس لغوی کو ایک ہی نہ سمجھ لے۔

نوادرات کو مبنائے قیاس نہ ٹھہرادے، منطقہ باردہ کی نوآبادی کاری کے تعلق سے خلاف شرع حکم نہ صادر فرمادے۔

چاند پر پہنچے ہوئے مسافر کے مشاہدہ پر رویت ہلال کا حکم نہ نافذ فرمادے۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شرع مطہر نے جن مسائل میں گواہوں کی شہادت پر حکم کا مدار رکھا ہے اس سے دراصل یقین شرعی یعنی ظن غالب ملحق بہ یقین مقصود ہے۔ گواہوں کا قاضی کے روبرو ہونا شرع کا قطعاً مقصد نہیں ہے۔ فیکس، ٹی.وی. اور باتصویر ٹیلی فون میں چونکہ ظن غالب ملحق بہ یقین ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر علم الیقین اور عین الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان چیزوں پر اعتماد اور ان چیزوں کا اعتبار ہرگز مقاصد شرع کے خلاف نہیں۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ مأۃ حاضرہ کا مجدد اعظم ایسا ہوگا جو یہ سمجھا سکے یہ بذریعہ فیکس کسی قاضی کا مع دستخط ومہر روانہ کردہ پروانہ کو کتاب القاضی الی القاضی کا درجہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں، جبکہ یہاں اندیشہ رہتا ہے کہ الخط یشبہ الخط اور یہ بھی اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی بھی شاطر آدمی خفیہ طور پر قاضی کی مہر کو استعمال کرسکتا ہے جیسے کہ خلیفۂ سوم سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر ایک شاطر نے دارالخلافہ کی مہر کو استعمال کر کے فتنہ برپا کیا تھا۔ اور وہ یہ بھی سمجھا سکے کہ ٹی.وی (اگر چہ اس کا استعمال بذات خود شرعاً غلط ہے) کیا اس کے ذریعہ کسی دوسرے شہر کے شناخت میں آنے والے گواہوں کی شہادت یا خود قاضی کے حکم پر عید و رمضان کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ جبکہ یہاں بھی اندیشہ ہے کہ ٹی.وی کے اسکرین پر شناخت میں آنے والے گواہان کی صورت دکھائی جائے اور آواز دوسروں کی ہو جیسے فلموں میں ہوتا ہے کہ کردار اور چہرہ کسی کا ہوتا ہے اور نغمہ وغیرہ میں آواز کسی اور کی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی سمجھا سکے کہ اگر براہِ راست مطلع ہلال کو کسی آلہ مثلاً خوردبین وغیرہ کے ذریعہ ٹی.وی پر دکھایا جائے اور لوگ ٹی.وی کے اسکرین پر مطلع قمر اور ہلال کا مشاہدہ کریں تو کیا اس ہلال کے دیکھنے پر رویت ہلال کا مدار رکھنا صحیح ہے یا نہیں جبکہ یہاں بھی احتمال ہے کہ ٹی.وی کے سینٹر اور مرکز اشاعت پر کوئی مصنوعی فرضی ہلال بنا کر ٹی.وی وغیرہ کے ذریعہ نمائش کی جائے جیسے پلانٹیریم (تارہ منڈل) میں فلکیات کے مناظر کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

الغرض ماۃ حاضرہ کا مجدد ایسا ہوگا جن کی اپنے دور کی ایجادات پر بھرپور نظر ہو اور ان کا حکم اصول شرع کے مطابق ایسا واضح طور پر فرمائے کہ جس میں کچھ شک وشبہ نہ ہو سکے۔ جس طرح امام احمد رضا نے اپنے دور کے جملہ مسائل کی اصول شرع کے مطابق توضیح وتشریح فرمائی ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان جو اپنی صدی کے مجدد اعظم تھے۔ جب ہم انھیں دیکھتے ہیں تو وہ ہر زاویۂ دید سے ایک بے نظیر شخصیت بن کر سامنے آتے ہیں۔ ہیئت، ہندسہ، توقیت ومساحت، جبر و مقابلہ، مثلث کروی، مثلث مسطح غرض کہ اپنی صدی کے جملہ علوم وفنون میں وہ نہ صرف یکتائے روزگار بلکہ فقید المثال نظر آ رہے ہیں۔ امریکی منجم نے جب تمام سیارگان کے اجتماع کی بنیاد پر قیامت کی پیشن گوئی کی تو اسی بطل جلیل امام احمد رضا نے ہیئت کی رو سے اس کی بنیاد اجتماع سیارگان کو منتشر کر کے رکھ دیا اور جب دنیا کے آباد اور غیر آباد حصوں کی بات آئی تو سمت قبلہ کے تعلق سے بذریعہ مثلث کروی ایسے ایسے ضابطے وضع فرمائے کہ ہر خشک وتر، دشت وجبل اور صحرا و جنگل کے لیے کشف العلہ عن سمت القبلہ لکھ ڈالی۔ یہی نہیں بلکہ بذریعہ زیج علوبین (زحل و مشتری) کے چار قرانوں میں سے یعنی قران اعظم کی بنیاد پر قرب قیامت کی پیشن گوئی فرمادی۔ یہی وہ کمالات تھے جن کی وجہ سے آپ کی صدی کے بڑے بڑے جابر گردن کشاں آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آیئے اسی مجدد اعظم کی ایک چھوٹی سی کاوش پیش کر کے ان کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کریں۔

قرآن کریم میں بارہ برجوں کا بیان آیا ہے، حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ ہر ہر برج کے ۳۰-۳۰ درجے ہوتے ہیں۔ بعض عملیات وتسخیرات، ہمزاد اور جنات کو قابو کرنے میں ان برجوں کے طالع، غارب، عاشر اور ان برجوں کے درجات میں سے کسی درجۂ خاص کے طلوع وغروب کی حاجت پڑتی ہے۔ امام احمد رضا کے ایک شاگرد رشید عالی جناب نواب سلطان احمد خاں بریلوی نے ۱۸ر جولائی ۱۹۱۸ء کو یہ سوال خدمت میں پیش کیا کہ ان دنوں برج سنبلہ کے درجہ سوم کا طلوع کب ہوتا ہے۔ امام احمد رضا نے تھوڑی سی توجہ فرمائی اور پھر بذریعہ مؤامرہ اس کا جواب عطا فرمادیا جو سوال مع جواب فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم میں درج ہے۔

وہاں استخراج وقت کے ضابطے اور مؤامرہ مذکور نہیں اس لیے اہل ذوق کے لیے اس کا مؤامرہ اور اس کے مبادی و مقدمات ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ اس سے امام احمد رضا کی فنی کارکردگی کی ایک جھلک سامنے آجائے۔

کسی کوکب یا جز من اجزا المنطقہ کے طلوع وغروب معلوم کرنے کے دو طریقے درج ذیل ہیں

مبادیٔ کلیہ: (۱) ظل میل × ظل عرض = جیب تعدیل النہار، اگر میل وعرض متحد الجہۃ ہوں ۹۰ درجہ پر تعدیل النہار بڑھائیں، مختلفۃ الجہۃ ہوں تو کم کریں دونوں صورت میں نصف قوس نہار کوکب حاصل ہوگا۔ اس قوس کو ۱۵ پر تقسیم کر کے ساعات معلوم کرلیں۔ (۲) ۱۲+ تعدیل الایام = وقت ممر آفتاب۔ مبادی جزئیہ جو سوال مذکور سے تعلق رکھتے ہیں

جہ ج جہ ج

(۱) تقویم شمس = ۳۴ ۲۴ ۳ تقویم درجہ سوم سنبلہ = ۳ ۵

(۲) عرض بریلی ۲۳ ۴۸ شمالی

(۳) میل درجہ سوم سنبلہ = ۵۷،۳۰ ۲۴ ۱۰ شمالی

(۴) تعدیل النہار درجہ سوم بعرض بریلی = ۴۶ ۴۱ ۵

(۵) نصف قوس نہار = ۴۶ ۴۱ ۹۵ اس کی ساعتیں = ۴۷ ۲۲ ۶

ضابطۂ عمل باعتبار مطالع استوائی: (۱) مطالع استوائی آفتاب اور مطالع استوائی کوکب کے مابین تفاضل حاصل کر کے اس کے ساعات معلوم کریں۔ (۲) وقت ممر آفتاب + ساعات تفاضل (جبکہ فضل مطالع استوائی کوکب کو ہو) یا وقت ممر آفتاب - ساعات تفاضل (جبکہ فضل مطالع استوائی آفتاب کو ہو) دونوں صورت میں ساعات کو ممر کوکب ہوں گے، (۳) ساعات ممر کوکب - ساعات نصف قوس نہار کوکب = وقت طلوع کوکب بلدی اور ساعات ممر کوکب + ساعات نصف قوس نہار کوکب = وقت غروب کوکب بلدی، (۴) اس بلدی ٹائم کو تعدیل مروج کے ذریعہ معدل کرلیں = طلوع یا غروب مروج۔

مؤامرہ باعتبار مطالع استوائی بتاریخ مذکور:

مطالع استوائی درجہ سوم=		۳۵	۴۷	۵۶	۱۵۴	
آفتاب-		۴۷	۴۴	۳۶	۱۱۶	
تفاضل=		۴۸	۲	۲۰	۳۸	
ساعات=		۲۰	۳۳	۲		
وقت مر آفتاب=	۵۸	۵	۱۲			
ساعات تفاضل=	۲۰	۳۳	۲			
وقت مر درجہ سوم=		۱۸	۳۹	۱۴		
ساعات نصف قوس نہار=		۴۷	۲۲	۶		
وقت طلوع بلدی=		۳۱	۱۶	۸		
تعدیل مروج=		۱۲	۱۲			
اسٹنڈرڈ ٹائم		۴۳	۲۸	۸		

ضابطہ عمل باعتبار مطالع طلوع:

(۱) مطالع مر درجہ سوم - تعدیل النہار = مطالع درجہ سوم، (۲) مطالع مر آفتاب - تعدیل النہار = مطالع طلوع آفتاب، (۳) ۱-۲ کے تفاضل کی ساعتیں معلوم کرلیں، (۴) طلوع آفتاب معدل مروج + ساعات تفاضل = طلوع درجہ سوم بلدی، اس کو معدل مروج کریں = طلوع درجہ سوم مروج۔

مؤامرہ باعتبار مطالع طلوع بتاریخ مذکورہ:

مطالع مر درجہ سوم=	۳۵	۴۷	۵۶	۱۵۴		
تعدیل النہار ناقص=	۰۰	۴۶	۴۱	۵		
مطالع طلوع درجہ سوم=		۳۵	۱	۱۵	۱۴۹	(۱)
مطالع مر آفتاب=		۴۷	۴۴	۳۶	۱۱۶	
تعدیل النہار ناقص=		۰۰	۹	۵	۴	
مطالع طلوع آفتاب=		۴۷	۳۵	۳۱	۱۱۲	(۲)

(۱)=	۳۵	۱	۱۵	۱۴۹
(۲)=	۴۷	۳۵	۳۱	۱۱۲
تفاضل=	۴۸	۲۵	۴۳	۳۶
ساعاتہ=	۵۴	۲۶	۲	
طلوع آفتاب بلدی=	۱۳	۳۷	۵	
تعدیل مروج زائد=	۱۲	۱۲		
=	۲۵	۴۹	۵	
ساعات تفاضل=	۵۴	۲۶	۲	
وقت طلوع درجہ سوم=	۱۹	۱۶	۸	
تعدیل مروج=	۱۲	۱۲	۰	
طلوع درجہ سوم مروج=	۳۱	۲۸	۸	

(سالنامہ تجلیات رضا، ۲۰۰۳ء)

○ ○ ○